© rasailojaraid.com

جو حضرات دارالعلوم دیوبند سے عموماً اور حضرت الاستاذ مولانا محمد انور شاہ الکشمیری سے خصوصاً تعلق و رابطہ رکھتے ہیں، اُن کو یہ معلوم کر کے بڑا صدمہ ہوگا کہ پچھلے دنوں مولانا محمد بن موسیٰ میاں سملکی کا انتقال جوہانسبرگ (جنوبی افریقہ) میں ہوگیا، موصوف گجرات کے ایک نہایت معزز اور متمول خاندان کے چشم و چراغ تھے، اللہ تعالیٰ نے اس خاندان کو دولت اور دین دونوں نعمتوں سے مالا مال کیا ہے، چنانچہ تجارت کے سلسلہ میں یہ خاندان ایک عرصہ سے جوہانسبرگ میں مقیم ہے اور دین داری کے تقاضہ سے اس خاندان کو دارالعلوم دیوبند اور اس کے اکابر سے دیرینہ و پختہ عقیدت و ارادت مندی کا تعلق رہا ہے، اسی تعلق کا نتیجہ تھا کہ مرحوم دارالعلوم دیوبند آئے، اور چند سال رہ کر علوم دینیہ و اسلامیہ کی تحصیل و تکمیل کی، راقم الحروف بھی اس زمانہ میں دیوبند میں زیرِ تعلیم تھا اور مرحوم ہمدرس و خواجہ تاش تھے، مرحوم کا مقصد صرف رسمی طور پر پڑھنا پڑھ لینا نہیں تھا بلکہ روحانی اور اخلاقی تعلیم و تربیت حاصل کرنا بھی تھا، اس لئے اوقاتِ درس کے علاوہ وہ حضرات اکابر کی خدمت میں حاضر رہتے اور اُن کا فیضِ صحبت اُٹھاتے تھے، اس سلسلہ میں اُن کو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خاص تعلق پیدا ہوا۔ جس نے بڑھتے بڑھتے یہ صورت اختیار کرلی کہ گویا مرحوم حضرت الاستاذ کے خاندان کے ایک فرد ہی تھے، اُن کو حضرت کے ساتھ صرف عقیدت و ارادت نہیں بلکہ درحقیقت عشق تھا، اور اس تعلق کی بنا پر حضرت الاستاذ کے تمام تلامذۂ خصوصی کے ساتھ بھی اُن کے معاملہ اور برتاؤ بالکل برادرانہ تھا، قدرت نے انہیں سب کچھ دے رکھا تھا، اس لئے انھوں نے خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں آپ کی اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے متعلقین کی دل و جان سے عمر بھر وہ خدمت کی کہ کسی شاگرد نے کم کسی استاد کی ایسی خدمت کی ہوگی، اسی تعلق کا نتیجہ تھا کہ مرحوم نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار میں مجلسِ علمی کے نام سے ایک وقیع ادارہ لاکھوں روپیہ کے خرچ سے قائم کیا اور اسے ترقی دی، اس ادارہ کی طرف سے مختلف بلند پایہ کتابوں کے علاوہ حضرت شاہ صاحبؒ کی جملہ تصنیفات و تالیفات اور افادات بڑے اہتمام اور انتظام سے شائع ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے جیسا کہ مرحوم نے راقم الحروف کو ایک مرتبہ لکھا تھا، اُن کی تمنا یہ تھی کہ حضرت شاہ صاحبؒ کی زبان و قلم سے نکلا ہوا کوئی لفظ بھی بغیر اشاعت کے نہ رہے، مرحوم کی

© rasailojaraid.com